مرثیہ نمبر ۴۷

شہادت حضرت علی اکبر

چھٹا جو شاہ سے پیری میں نوجواں فرزند | حسین و خوش قد و خوش رو و خوش بیاں فرزند
رشید و عابد و ذیجاہ و رتبہ داں فرزند | پدر کے تن کی تواں سارے گھر کی جاں فرزند
بہار جسکی نہ دیکھی خزاں وہ باغ ہوا
قیامت آگئی گھر شہ کا بے چراغ ہوا

بدن سے جان چلی جسم تھرتھرانے لگا | پسینہ آگیا جی شہ کا سنسنانے لگا
پسر جہاں سے چلا زور تن سے جانے لگا | چلے جو رن کو تو ہر گام پر غش آنے لگا
کبھی اُٹھے تو کبھی کہہ کے آہ بیٹھ گئے
جگر میں درد یہ اُٹھا کہ شاہ بیٹھ گئے

تھما جو درد پکارے کہ ہائے ہائے پسر | ہزار حیف چلیں ہم جہاں سے جائے پسر
یہ کیا سبب ہے تلک آتی نہیں صدائے پسر | پدر کی زیست کہاں جب نظر نہ آئے پسر
پسر کے داغ نے خنجر جگر پہ پھیرا ہے
چراغ جس میں نہ ہووے وہ گھر اندھیرا ہے

بہار سبزۂ خط کی نہ ہم کو دکھلائی | جب آئے پھول لئے پھلنے کے دن تو موت آئی
وہ رُخ وہ نرگسی آنکھیں وہ قد وہ بینائی | وہ گُل سا جسم وہ بر میں قبا کی زیبائی

ہوا نہ بیاہ کہ چھوڑا جہانِ فانی کو
اجل نے لوٹ لیا گلشنِ جوانی کو

کبھی دل اور کبھی ہاتھوں سے تھامتے تھے جگر | اُٹھا نہ جاتا تھا مطلق یہ جھک گئی تھی کمر
بہ شکل حضرت یعقوبؑ کہتے تھے رو کر | کدھر گئے مرے یوسفؑ لقا علی اکبرؑ

جو تھا عصائے ضعیفی وہ چھُٹ گیا ہے ہے
پسر شہید ہوا باپ لُٹ گیا ہے ہے

خبر نہیں ہے تڑپتے ہو تم کہاں بیٹا | ہماری آنکھوں میں اندھیر ہے جہان بیٹا
جُدا نہ ہو کسی ماں باپ سے جوان بیٹا | پدر پہ ٹوٹ پڑا غم کا آسمان بیٹا

یہ داغ عالم پیری میں دے گئے ہم کو
گلہ یہ ہے کہ نہ ہمراہ لے گئے ہم کو

اکیلا دلبر زہرا کو رن میں چھوڑ گئے | مدد کا وقت جب آیا تو مُنھ کو موڑ گئے
پھر آکے باپ کے آگے نہ ہاتھ جوڑ گئے | سفر میں باپ کی بیڑا کمر کو توڑ گئے!

ہوئی تمام نہ منزل کہ ساتھ چھوڑ دیا
ضعیف باپ کا جنگل میں ہاتھ چھوڑ دیا

ہزار حیف جواں ہو کے مر گئے بیٹا | پتہ تو ہم کو بتا دو کدھر گئے بیٹا
پدر سے روٹھ کے دادی کے گھر گئے بیٹا | جہاں میں باپ کو بے آس کر گئے بیٹا

بسایا دشت کو خالق نے جب جوان کیا
ہمارے گھر کی تباہی کا کچھ نہ دھیان کیا

ابھی تو رن سے تم آئے تھے پاس بابا کے | ابھی تو ہوتے تھے صدقے تم ابن زہراؑ کے
ابھی یہیں تو تھا چھاتی سے تم کو لپٹا کے | ابھی یہ کہتے تھے سوکھی زبان دکھلا کے

کلیجہ پیاس کی گرمی سے آہ جلتا ہے
پلا دو تھوڑا سا پانی کہ دم نکلتا ہے

یہ بین کرتے ہوئے رن میں جب پہنچے شہ دیں | تلاش کی پہ نہ بیٹے کی لاش پائی کہیں
ستمگروں کو پکارے کہ دل کو تاب نہیں | بتاؤ جلد کہاں ہے وہ میرا ماہ جبیں

پدر کی گود کے پالے کو کیا کیا تم نے
ہمارے گیسوؤں والے کو کیا کیا تم نے

ہمارے یوسف ثانی کو جلد بتلا دو | رسول حق کی نشانی کو جلد بتلا دو
ستمگرو مرے جانی کو جلد بتلا دو | گل ریاض جوانی کو جلد بتلا دو

دلِ حسینؑ پہ اک غم کا ابر چھایا ہے
ہمارے چاند کو بادل نے کیوں چھپایا ہے

یہ سُنکے شاہ سے بولے وہ ظُلم کے بانی | کیسے بتائیں کہاں ہے وہ یوسف ثانی
دم اخیر بھی اس کو نہیں دیا پانی | ملے گی لاش نہ اب اے رسولؐ کے جانی

چھدا ہے جس کا جگر وہ پسر تمھارا ہے
ابھی تو نیزوں سے اس نوجواں کو مارا ہے

کوئی بھی ایسا پسر ہاتھوں سے گنواتا ہے | ہزار حیف یہ دولت کوئی لٹاتا ہے
کوئی بھی لال کو ہاتھوں سے کھو کے پاتا ہے | چراغ گھر کا کوئی اس طرح بجھاتا ہے

لہو میں اپنا سفینہ ڈبو دیا تم نے
جوان بیٹے کو ہاتھوں سے کھو دیا تم نے

پسر تو مر چکا اب اشک کیوں بہاتے ہو | وہ برچھی کھا چکا ناحق پچھاڑیں کھاتے ہو
ملا وہ خاک میں کیوں سر پہ خاک اُڑاتے ہو | کہاں ہیں اب علی اکبر جنھیں بلاتے ہو

ملا جو خاک میں پیارا وہ پھر نہیں آتا
جہاں سے جو کہ سدھارا وہ پھر نہیں آتا

کہا امام نے اے ساکنان کوفہ و شام | حسینؑ خوب سمجھتا ہے طعن کے یہ کلام
جواب تھا یہی اس کا کہ کھینچ لوں صمصام | مگر ہوں صابر و شاکر امام ابن امام!

خدا کی راہ میں یہ بھی ستم گوارا ہے
بجا ہے اپنے پسر کو ہمیں نے مارا ہے

یہ کہہ کے رو دیئے نہایت امام ہر دو سرا | کہ یک بیک علی اکبرؑ نے شہ کو دی یہ صدا
جگر پہ کھائی ہے برچھی گلے پہ تیر لگا | جہاں سے جاتے ہیں ہم جلد آؤ اے بابا!
اجل قریب ہے رخصت غلام ہوتا ہے
مدد کرو! علی اکبر تمام ہوتا ہے

صدا یہ سنتے ہی دوڑے جگر کو تھام کے شاہؑ | ہر ایک گام پہ کرتے تھے نالۂ جانکاہ
سرہانے پہونچے جو فرزند کے بحال تباہ | زمیں پہ پاؤں رگڑتے تھے اکبر ذیجاہ
زباں تھی ہونٹوں پہ ہنگام دم شماری تھا
گلے سے اور کلیجہ سے خون جاری تھا

یہ حال دیکھ کے مطلق رہی نہ دل کو تاب | بشان برق جو تڑپے تو روئے مثل سحاب
جگر جو آتش فرقت سے ہو گیا تھا کباب | یہ کہہ کے لاش سے لپٹے امام عرش جناب
ہمارے حال کا اللہ خوب ناظر ہے
جواب دو علی اکبرؑ یہ باپ حاضر ہے

تڑپتے جاتے ہو پانی کو اے مرے دلدار | گلا نہ کیجیو بیٹا یہ باپ ہے لاچار!
تمہاری تشنہ دہانی پہ لاکھ جانیں نثار | خدا کے واسطے کھولو تو دیدۂ خونبار
تمہارے چھٹنے کا صدمہ کمال ہے پیارے
کہو تو باپ سے کیا دل کا حال ہے پیارے

بہ ردّ و کد علی اکبرؑ نے آنکھ کو کھولا | نگاہِ یاس سے حضرت کو دیر تک دیکھا
دمِ اخیر پدر سے کہا تو بس یہ کہا! | خدا کی حفظ و امانت میں آپ کو سونپا
سخن یہ کہہ کے جہاں سے گذر گئے اکبرؑ
حسینؑ رو کے پکارے کہ مر گئے اکبرؑ

سوز

در پیش جسے ماتم فرزند جواں ہو | لازم ہے کہ اکبرؑ کے لئے اشک فشاں ہو
ہر چند پسر حسن میں یکتائے جہاں ہو | آنسو جو رواں ہو غم اکبرؑ میں رواں ہو
مولا جو خدا کہتے نہ ہمشکل نبیؐ کو
یہ داغ وہ تھا صبر بھی آتا نہ کسی کو

پوچھو تو جوانوں سے جوانی کی تمنّا | ہوتے ہیں جوانی میں انھیں حوصلے کیا کیا
شادی کی ہوس شوق بسر حسرت دنیا | حسرت ہی میں اکبر موئے واحسرت و دردا
بچپن میں پلے ناز و نعم سے اور نہ فاقہ کشی کی
شادی سے کنارا کیا مرنے کی خوشی کی